(۱۳۵۱ - ۱۴۲۹ھ / ۱۹۳۳ - ۲۰۰۸ء)

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اکابر سے وابستگی

مفتی طارق محمود صاحب

اہل سنت والجماعت اکابر علماء دیوبند ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ شریعت اور طریقت دونوں ہی کے امام تھے۔ صدرِ اول سے اُمت میں دین کے فہم کا جو ذوق آرہا ہے وہ ان کو وراثت میں ملا جس پر انہوں نے خود بھی عمل کیا اور اس ذوق و فکر کو اگلی نسلوں میں بھی منتقل کیا اور یوں یہ پاکیزہ جماعت اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاء کا مصداق بنی۔ (ترمذی:2682)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حضرات اکابر کے ذوق افکر سے وابستگی اور اس کے تحفظ و اِشاعت کا جذبہ عشق کی حد تک تھا۔ آپ نے خانقاہ بنائی تو نام "خانقاہ سید احمد شہید" رکھا۔ یوں ہر آنے والے کو پیغام دے دیا کہ جیسے اخلاص و تقویٰ اور محبت دعشق ضروری ہے ویسے ہی باطل سے برسر پیکار ہونا بھی ضروری ہے۔ دور حاضر میں تصوف و سلوک کے حوالے سے دینی طبقات میں کوتاہی برتی جارہی ہے آپ اس کوتاہی کے ازالے کے لیے فکر مند ضرور تھے مگر نظریۂ ضرورت کے تحت ایسے اعمال کو ہرگز درست نہ سمجھتے تھے جن پر حضرات اکابر نے بدعت ہونے کا حکم لگایا ہے۔

الغرض آپ اپنے اکابر کی تحقیقات پر نظر ثانی کے قائل نہ تھے۔ اور اس ذیل میں بڑے حساس تھے۔ ایک بار احقر کو فرمایا کہ فلاں صاحب کو رد روافض میں کچھ غلو سا ہو گیا ہے۔ انہوں نے تو مدحِ یزید شروع کر دی ہے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر نہ تھے میں نے جواب دیا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق سمجھتا ہوں مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احق (زیادہ حق پر) سمجھتا ہوں۔ اسی طرح عالَمِ عرب کے عالم محمد بن علوی مالکی کی کتاب "مفاہیم تجب ان تصح" پر آپ سے تائیدی کلمات لکھوائے گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کتاب میں پیش کیا گیا نظریہ اور ذوق اپنے حضرات اکابر کی تحقیقات سے مختلف ہے تو آپ نے واضح طور پر اپنی اس تقریظ سے رجوع کر لیا اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو المہند اور براہین قاطعہ میں مذکور ہے۔ آپ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ تائید کروانے والوں کو سمجھانے کی بھی کوشش کی۔

قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے رُوحانی تعلق کے ساتھ مسلک سے وابستگی کے حوالہ سے بھی آپ کو عشق تھا۔ خصوصاً سنت و بدعت کی توضیح کے ذیل میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مسلک کا مدار حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

1967ء میں گنگوہ حاضری پر آپ نے جو منظوم کلام کیا وہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مکمل سیرت ہے۔ اس کا ہر شعر آپ کی زندگی کا ایک حصہ ہے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت اور وابستگی کو اس شعر میں ملاحظہ کریں۔ (بحوالہ: حیات نفیس مع برگ گل ص 92-91)

یہی مرا راز و نیاز ہے کہ میں پر زلف رشید ہوں
اسی سلسلے کا مرید ہوں میرا اس پہ دار و مدار ہے